Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

PUNISHMENT FOR MUSLIM SPIES IN ISLAM AND THE OPINIONS OF ISLAMIC JURISTS: A RESEARCH-BASED ANALYSIS

اسلام میں مسلم جاسوس کی سزا اور فقہائے کرام کی آراء کا تحقیقی جائزہ

Khizar Hayat
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila, Pakistan.
Dr. Ahmad Hassan Khattak
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, HITEC University, Taxila, Pakistan.
ahmad.hassan@hitecuni.edu.pk

ABSTRACT

This research explores the concept of espionage in Islam, focusing on the punishment for Muslim spies and the diverse opinions of Islamic jurists (fuqaha) on this matter. Espionage has historically been a significant tool for military and political strategy, and Islam addresses the moral and legal implications of this practice. The study examines the classification of spies in Islamic law, including Muslim spies working for non-Muslim states, dhimmi spies (non-Muslim residents of an Islamic state), and Muslim spies acting against Islamic interests. The research highlights the different opinions of jurists regarding the punishment for Muslim spies, ranging from capital punishment to discretionary penalties based on the severity of the act and its consequences for the Muslim community. Historical references, including the incident involving Hatib ibn Abi Balta'ah during the time of the Prophet Muhammad (PBUH), are analyzed to provide insight into the practical application of Islamic teachings on espionage. The study also examines the relevance of Islamic rulings on espionage in the context of modern statecraft, including international law and defense policies. The findings suggest that espionage is condemned in Islam when it undermines the security and stability of the Muslim state; however, defensive intelligence-gathering and strategic espionage for the protection of the Muslim community are deemed permissible under certain conditions.

Keywords:*Islamic Law, Espionage, Muslim Spies, Islamic Jurisprudence, Punishment, State Security, Hatib Ibn Abi Balta'ah, International Law.*

تعارف

جاسوسی ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی ملک، گروہ یا فرد کی خفیہ معلومات کو حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس عمل کا مقصد زیادہ تر سیاسی، فوجی، اقتصادی یا سٹریٹجک فوائد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جاسوسی کی تعریف کو اگر عمومی الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ ایک ایسی سرگرمی ہے جس میں پوشیدہ یا خفیہ معلومات کو غیر قانونی یا غیر اخلاقی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے تاکہ اسے کسی دوسرے ملک، تنظیم یا ادارے کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ جاسوسی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں جنگی حکمت عملیوں، سفارتی معاملات اور سیاسی استحکام کے لیے جاسوسی ایک اہم ذریعہ رہا ہے۔ فوجی میدان میں دشمن کے منصوبوں اور فوجی طاقت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ایک اہم ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔ جدید دور میں جاسوسی کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے، جس میں سائبر جاسوسی (Cyber Espionage)، اقتصادی جاسوسی (Economic Espionage) اور سیاسی جاسوسی (Political Espionage) جیسے نئے رجحانات سامنے آ چکے ہیں۔ عالمی سطح پر خفیہ ایجنسیاں جیسے کہ **CIA**، **KGB**، **ISI** اور **Mossad** جاسوسی کے میدان میں متحرک رہی ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے قومی مفادات کے تحفظ کے لیے خفیہ معلومات کے حصول اور ان کے استعمال میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جاسوسی کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب دشمن ریاستوں کے درمیان کشیدگی بڑھ جاتی ہے اور دونوں ریاستیں ایک دوسرے کی فوجی اور سٹریٹجک پوزیشن کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتی ہیں۔ اسلامی تاریخ میں بھی جاسوسی کو ایک اہم حربہ سمجھا گیا ہے اور اسے بعض اوقات ناگزیر قرار دیا گیا ہے تاکہ دشمن کی سازشوں اور منصوبوں کو ناکام بنایا جا سکے۔ اسلامی تعلیمات میں جاسوسی کے حوالے سے واضح احکامات موجود ہیں جن کی روشنی میں مختلف فقہاء نے اس عمل کے بارے میں اپنی آراء پیش کی ہیں۔

اسلامی قانون میں جاسوسی کا تصور نہایت واضح اور جامع ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عام طور پر جاسوسی کو ایک منفی عمل تصور کیا گیا ہے، کیونکہ اس سے معاشرتی امن اور باہمی اعتماد کو نقصان پہنچتا ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر جاسوسی کی ممانعت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں ارشاد فرمایا" :ولا تجسسوا "یعنی" اور جاسوسی نہ کرو"۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے راز افشا کرنے اور خفیہ معاملات میں دخل اندازی سے روکا گیا ہے۔ تاہم، فقہاء نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ دشمن کے ارادوں اور سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے جاسوسی کرنا ایک دفاعی ضرورت ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے دور میں بھی دشمن کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لیے صحابہ کرامؓ کو خفیہ معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا واقعہ مشہور ہے، جب انہوں نے فتح مکہ کے

موقع پر قریش کو مسلمانوں کی نقل و حرکت کی اطلاع دی تھی۔ اس عمل پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے باز پرس کی اور پھر ان کے خلوص کی بنیاد پر انہیں معاف کر دیا۔ اس واقعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی قانون میں جاسوسی کے حوالے سے نرمی اور سختی دونوں پہلو موجود ہیں۔ فقہاء نے اسلامی ریاست کے مفادات کے تحفظ کے لیے دفاعی جاسوسی کو جائز قرار دیا ہے، مگر ذاتی مفاد یا ذاتی عناد کی بنیاد پر کسی مسلمان کی جاسوسی کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی قانون میں جنگی حالات میں جاسوسی کو ایک جائز اور ناگزیر عمل سمجھا جاتا ہے، لیکن امن کے حالات میں اسے ناپسندیدہ اور غیر اخلاقی عمل قرار دیا جاتا ہے۔

مسلم جاسوس کے حوالے سے فقہاء کی آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی بنیاد قرآن و سنت اور سیرتِ نبوی ﷺ پر ہے۔ فقہاء نے جاسوسی کے مسئلے کو مختلف حالات اور نیت کے تناظر میں پرکھا ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مسلم جاسوس اگر دشمن کے لیے جاسوسی کرے تو وہ غدار اور مرتد کے زمرے میں آتا ہے، جس کی سزا قتل ہے۔ دوسری جانب بعض فقہاء نے مسلم جاسوس کی سزا کو حکمران کی صوابدید پر چھوڑا ہے اور اسے اجتہادی مسئلہ قرار دیا ہے۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعے کو بنیاد بناتے ہوئے بعض فقہاء نے اس بات کی رائے دی ہے کہ اگر جاسوس کے عمل سے ریاست کو نقصان نہ پہنچے تو اسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ حنفی فقہاء کے نزدیک اگر کوئی مسلمان دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے اور اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو اس کی سزا قتل ہے۔ مالکی اور شافعی فقہاء نے بھی اس رائے کی تائید کی ہے کہ دشمن کی مدد کرنے والے مسلم جاسوس کو سخت سزا دی جائے گی۔ تاہم، حنابلہ نے اس مسئلے میں نرمی کا پہلو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر جاسوس توبہ کر لے اور اس کے عمل سے ریاست کو نقصان نہ پہنچا ہو تو حکمران کے لیے سزا میں نرمی کی گنجائش موجود ہے۔ جدید دور میں بھی مسلم ریاستوں کے فقہاء نے اس مسئلے پر اپنی رائے دی ہے کہ اگر کوئی مسلمان دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے تو اسے سخت سزا دی جا سکتی ہے، لیکن اس سزا کا تعین اسلامی ریاست کے حکمران کی صوابدید پر ہوگا۔ فقہاء کی آراء کا یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ جاسوسی کا مسئلہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، جس کا تعلق حالات اور نیت سے ہے، اور اس کے فیصلے میں حکمت اور اجتہاد کی ضرورت ہے۔

مسلم جاسوس کی اقسام

(الف) حربی جاسوس

اسلامی قانون میں حربی جاسوس سے مراد وہ مسلمان ہے جو کسی غیر مسلم ریاست کے لیے جاسوسی کرے اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کو خفیہ معلومات فراہم کرے۔ فقہاء کے نزدیک حربی جاسوس کے عمل کو "خیانت" اور "غداری" کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کو براہ راست نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ": اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت سے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کر چکے ہیں۔

اس آیت کی روشنی میں فقہاء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو ایسے مسلمان کو غدار سمجھا جائے گا اور اس پر سخت سزا کا اطلاق ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مطابق حربی جاسوس کو مرتد کے زمرے میں رکھا جائے گا اور اس کی سزا قتل ہے۔ امام مالکؒ نے بھی اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر کسی مسلمان کی جاسوسی سے اسلامی ریاست کو نقصان پہنچے تو اسے قتل کر دینا جائز ہے۔ تاریخی نظائر میں حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ایک حربی جاسوس کو پکڑا گیا، جس پر حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے دفاع کو یقینی بنایا جا سکے۔ فقہاء کے نزدیک حربی جاسوس کا جرم اس لیے سنگین ہے کیونکہ اس کے عمل سے امت مسلمہ کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے [1]۔

(ب) ذمی جاسوس

ذمی جاسوس سے مراد وہ غیر مسلم ہے جو اسلامی ریاست میں رہتا ہو اور دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے۔ فقہاء کے درمیان اس معاملے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا ذمی جاسوس پر اسلامی ریاست کے قوانین کا اطلاق ہو گا یا نہیں۔ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر کوئی ذمی اسلامی ریاست میں رہ کر دشمنوں کو خفیہ معلومات فراہم کرے تو اس کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور اسے غدار سمجھا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر ذمی جاسوس کا عمل ریاست کے خلاف سنگین خطرہ بن جائے تو اسے سزا دینا جائز ہے، تاہم اس کے لیے عدالت کے فیصلے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے مطابق اگر کوئی ذمی اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے دشمنوں کے لیے جاسوسی کرے تو اس کا عہدِ امان ختم ہو جاتا ہے اور اسے اسلامی قانون کے تحت سزا دی جا سکتی ہے۔ ذمی جاسوس کے بارے میں تاریخی نظائر میں حضرت علیؓ کے دور کا واقعہ ملتا ہے جب ایک ذمی شخص کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو حضرت علیؓ نے اسے سزا دینے کا حکم دیا تھا، کیونکہ اس کے عمل سے ریاست کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء نے ذمی جاسوس کی سزا کو ریاستی مفادات کے تحفظ کے تناظر میں دیکھا ہے اور اس کی سزا کا تعین اسلامی ریاست کے حکمران کی صوابدید پر چھوڑا ہے [2]۔

(ج) مسلم جاسوس

[1] ابن قدامہ، المغنی، جلد 9، ص 234

[2] ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد 28، ص 344

مسلم جاسوس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے تو اس کے حکم کے بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسلمان جاسوس کا عمل دشمنوں کو تقویت دے رہا ہو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہو تو اسے غدار تصور کیا جائے گا اور اس کی سزا قتل ہو گی۔ امام شافعیؒ کے مطابق مسلم جاسوس کو پہلے توبہ کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے مرتد سمجھ کر قتل کر دیا جائے گا۔ امام مالکؒ کے نزدیک اگر مسلم جاسوس کے عمل سے ریاست کو نقصان نہ پہنچ رہا ہو تو اسے سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے، تاہم اگر اس کا عمل سنگین نوعیت کا ہو تو اسے قتل کیا جا سکتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس مسئلے کو حکمران کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ اگر جاسوس کے عمل سے ریاست کو شدید نقصان پہنچ رہا ہو تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ فقہاء نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے واقعے کو اس مسئلے کی بنیاد بنایا ہے، جب انہوں نے قریش کو خفیہ پیغام بھیجا تھا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے باز پرس کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس وقت حاطبؓ کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ فقہاء نے اس واقعے کی بنیاد پر کہا ہے کہ اگر جاسوس کے عمل سے ریاست کو نقصان نہ ہو تو اسے معاف کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر نقصان ہو تو سزا دی جا سکتی ہے۔

مسلم جاسوس کی سزا سے متعلق فقہاء کے اقوال

مسلم جاسوس کے قتل سے متعلق فقہاء کرام کی متعدد آراء ہیں۔ ان میں سے بعض آراء پر فقہاء متفق نظر آتے ہیں جب کہ بعض فقہاء اپنی آراء کے ساتھ ایسی پابندیاں لگاتے ہیں جن سے دوسرے فقہاء صرف نظر کرتے ہیں، تمام فقہاء کے اقوال و آراء کا اجمالی بیان درج ذیل ہے:

پہلا قول:

یہ کہ مسلمان جاسوس کا قتل جائز نہیں، یہ رائے احناف، شوافع اور جعفریہ کی ہے۔

دوسرا قول:

مسلمان جاسوس زندیق کے حکم میں ہے، اگر وہ پکڑے جانے سے قبل توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے، ورنہ اسے لازماً قتل کر دیا جائے گا، اور یہ ابن قاسم ، ائمہ مالکیہ میں سے سحنون کا قول ہے اور مشہور مذہب ہے۔

تیسرا قول:

اس کا حکم مرتد کے حکم جیسا ہے ۔اسے توبہ کا کہا جائے گا، اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ مالکی ائمہ میں سے ابن وہب کا قول ہے۔

چوتھا قول:

اس کا معاملہ امام کے اجتہاد پر منحصر ہے۔اسے قتل کرے یاجو مناسب سمجھے وہ سزادے۔یہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے ، اور اسی کے قریب امام ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ، جہاں وہ مسلمان جاسوس کو قتل کرنے کے جواز کے قائل ہیں۔

پانچواں قول:

اگر مسلمان جاسوس اس فعل کو دہرائے تو مسلمان جاسوس کو قتل کر دیاجائے گا۔ اور یہ مالکی مکتب کے عبد الملک بن الماجشون کا قول ہے۔

چھٹا قول:

اس کے قتل سے توقف کیاجائے گا، یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہناضروری ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ کے مجموعہ میں حضرت حاطب کے واقعہ کے علاوہ مسلم جاسوس کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے جس سے احکام اخذ کیئے جاسکیں۔

ذیل میں ان مجمل اقوال کی تشریح وتوضیح کی جائے گی تمام اقوال و آراء کے دلائل کا جائزہ لیاجائے گا۔

پہلا قول:مسلمان جاسوس کو قتل کرنا جائز نہیں،احناف وشوافع۔

اس رائے کے ثبوت میں متعدّد دلائل پیش کیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی جاسوسی کی کاوش پکڑے جانے کے باوجود قتل نہیں کیا۔دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسلمان کے قتل کو صرف تین مواقع کے علاوہ حرام قرار دیاہے۔

((حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا معبود نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تین چیزوں میں سے کسی ایک کے سوا اس کا قتل جائز نہیں:شادی شدہ زانی، قتل کے قصاص کے طور پر، اور وہ جو اپنے دین کو چھوڑ دیتا ہے اور جماعت سے مفارقت اختیار کرتا ہے۔))([3])

اس موقف کے قائلین کی دلیل یہ ہے جس مسلم کے قتل کا جواز حدیث سے ثابت ہے، مسلم جاسوس ان تینوں میں ایک بھی نہیں ہے۔اس لیے اس کے قتل کی حرمت برقرار رہے گی۔اس سلسلے میں امام شافعیؒ سے سوال کیاگیا:

---

[3]۔ابوداؤد، سنن ابی داؤد، باب:الامام یامر بالعفو فی الدم، جلد4ص170رقم الحدیث 4502

آپ اس مسلمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اہل حرب کفار کو خط لکھ کر مسلمانوں کی جنگی تیاری سے آگاہ کرتا ہے یا مسلمانوں کی خفیہ باتوں سے مطلع کرتا ہے۔ کیا اس کا یہ فعل کفار کے ساتھ، موالات کے زمرہ میں آتا ہے؟ اور کیا اس فعل پر اس کا قتل جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کے خون کی حرمت اسلام کے سبب قائم ہو چکی ہو اس کا قتل جائز نہیں سوائے قصاص کے، شادی شدہ زانی کے اور اس شخص کے جو اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے اور اپنے کفر پر جم جائے یہ کسی مسلمان کے خفیہ معاملات آشکار کرنے کی طرف اشارہ نہیں اور ہی کافروں کی واضح تائید ہے کہ مسلمان اس سے دور ہونا شروع ہو جائیں۔ پھر آپ نے حضرت حاطب کا قصہ بیان کیا۔"([4])

امام ابو یوسفؒ نے جاسوسوں کے حکم کے بارے میں ہارون الرشید کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جو اسیس تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ذمی، حربی اور مسلم۔ اگر جاسوس اہل حرب سے ہو یا جزیہ دینے والے یہود، نصاریٰ یا مجوس ذمیوں میں سے ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ مسلمان ہو جس کا مسلمان ہونا مشہور ہو تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک توبہ نہ کرلے۔([5])

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ نے اور بعد ازاں ان کے قول کی شرح میں امام سرخسی الحنفیؒ نے فرمایا ہے کہ:

اگر مسلمانوں کو کوئی ایسا شخص ملے جو مشرکین کی مدد کرنے، اور ان کو مسلمانوں کے خفیہ معاملات اور رازوں کی اطلاع دینے کا رضاکارانہ اعتراف کرے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن امام صاحب اس کو قید کی سزا کے حامی ہیں۔ اور آپ نے اپنی تحریر میں دو جگہ اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ ایسا شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چونکہ وہ مسلمان ہونے کا دعویدار ہے اس لیے اسے سزائے عقوبت سنائی جائے گی۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے 'تعزیراً' سزا دی جائے گی۔ اور ہم اس سے قبل واضح کر چکے ہیں کہ امام محمد بن حسن اس جگہ مسلمانوں کے حق میں 'تعزیر' کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ لفظ غیر مسلموں کے حق میں بھی بولا جاتا ہے۔ بہر حال آپ نے فرمایا: مسلم جاسوس قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس کا فعل اس کو اسلام سے خارج کرنے کا سبب نہیں ہو گا۔ ہم ظاہری طور پر اس کو اس وقت تک اسلام سے خارج قرار نہیں دے سکتے جب تک وہ اسلام میں دخول کے لوازم کو خود ترک نہیں کرتا۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ اس نے ایسا خبث اعتقاد کے بجائے لالچ کے سبب کیا ہو۔ اور آپ نے حضرت حاطب کے واقعہ سے ہی استدلال کیا ہے کہ اگر

---

[4]۔ امام شافعی، محمد بن ادریس، الام، جلد 4 ص 264

[5]۔ نووی، یحیٰ بن شرف، المجموع شرح المھذب، (دار الفکر-بیروت)، جلد 19 ص 342

حضرت حاطب کا فعل باعث کفر ہو تا تو رسول اکرم ﷺ ان کو کبھی نہ چھوڑتے چاہے حضرت حاطب بدری صحابی ہوتے یا نہ ہوتے۔ اور اگر حد قتل کا موجب ہو تا تو بھی رسول کریم ﷺ ان پر لازماً حد قائم فرماتے۔"(6)

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔﴾ (7) اے ایمان والو! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم (اپنے) دوستی کے باعث اُن تک خبریں پہنچاتے ہو۔

بعض علماء نے تو دعویٰ کیا ہے کہ مسلم جاسوس کے قتل کے عدم جواز پر اجماع ہے۔ امام ابن حجرؒ نے فرمایا: " امام طحاویؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ مسلمان جاسوس کا قتل جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ اور دیگر فقہاء تعزیر کے قائل ہیں امام اوزاعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اسے طویل قید میں ڈالا جائے گا۔ (8)

امام بدر الدین عینیؒ لکھتے ہیں: وَإِن تجسس مُسلم لکفار عزّر. وَقَالَ أَبُو حنيفَة رَحمَه الله تَعَالَى: يُعَاقب ويطال حَبسه۔ (9)

اسی طرح فقہائے جعفریہ بھی مسلم جاسوس کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے۔ محمد بن حسن طوسی لکھتے ہیں:

وإذا تجسس مسلم لأهل الحرب، وكتب إليهم فأطلعهم على أخبار المسلمين لم يحل بذلك قتله لأن حاطب بن أبي بلتعة كتب إلى أهل مكة كتابا يخبرهم بخبر المسلمين فلم يستحل النبي قتله وللإمام أن يعفو عنه، وله أن يعزره لأن النبي (صلى الله عليه وآله) عفي عن حاطب۔(10)

جب کوئی مسلمان اہل حرب کے لیے جاسوسی کرے اور انہیں خط لکھ کر مسلمانوں کے احوال کی اطلاع دے تو اس کا قتل حلال نہیں ہو گا کیوں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اہل مکہ کو خط لکھ کر مسلمانوں کے احوال کی خبر دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو قتل نہیں کیا۔ یہ امام پر منحصر ہے کہ اسے معاف کر دے یا تعزیری سزا دے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حاطب کو معاف فرما دیا تھا۔

6۔ سرخسی، محمد بن احمد، شرح السیر الکبیر، (الشرکہ الشرقیۃ للاعلانات 1971ء) باب: العین یصیبہ المسلمون، جلد1 ص2040

7۔ الممتحنۃ 60: 1

8۔ ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب: ماجاء فی المتاولین، جلد12، ص310

9۔ عینی، بدر الدین، محمد بن ابراہیم بن سعد، تحریر الاحکام فی تدبیر اهل الاسلام، (محقق: فؤاد عبد المنعم احمد، دار الثقافۃ قطر، الطبعۃ الاولی، 1408ھ)، جلد1 ص237

10۔ طوسی، محمد بن حسن، ابو جعفر، المبسوط، (مکتبہ المرتضویہ لاحیاء الآثار الجعفریہ)، جلد2، ص15

اسی طرح شیخ جعفر بن حسن الحلی فرماتے ہیں: لو کتب بعض المسلمین إلی المشرکین بخبر الإمام وماعزم علیہ من قصد ھم وبذکر أحوالہ، لم یقتل بذلک، بل یعزر ولا یسھم لہ إلا أن یتوب قبل تحصیل الغنیمۃ۔([11]) اگر مسلمانوں میں سے کوئی امام اور اس کے ارادوں یا احوال کی خبر مشرکین کو دے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔۔۔۔۔

دوسرا قول:

مسلمان جاسوس کا حکم زندیق کے حکم جیسا ہے۔ اور اگر وہ گرفتار ہونے اور مقدور ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ ابن قاسم اور مالکی ائمہ میں سے علامہ سحنون کا قول ہے۔

زندیق کی تعریف میں بھی اختلاف ہے۔ لیکن تمام تعریفات سے ایک مشترکہ بات عیاں ہوتی ہے کے وہ شخص جو ظاہراً مسلمان اور باطناً کافر ہو وہ زندیق ہے۔

معجم لغۃ الفقہاء کی تعریف کے مطابق: "زندیق معرب لفظ ہے جس کی جمع 'زنادقہ' اور 'زنادیق' ہے اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی دین نہ ہو۔ جو بظاہر مسلمان ہو اور بباطن کفر کو چھپائے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں یہ لفظ منافق کے لیے بولا جاتا تھا۔"([12])

زندیق جب تک اپنے خبث باطن کو ظاہر نہیں کرتا اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ یہاں چونکہ امام مالک کا نکتہ نظر بیان ہو رہا ہے تو ان کے مطابق گرفت ہونے سے پہلے اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔ مگر اس کے بعد اس کی توبہ قبول نہ ہو گی اور اسے قتل کیا جائے گا۔ آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کے پاس ہے۔ اگر وہ مخلص، دیانت دار اور سچا مسلمان تھا تو اللہ اس کو معاف فرمادے گا اور اگر جھوٹا، دغاباز اور منافق تھا دیگر منافقین و کفار کی طرح اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

امام الخرشی المالکی نے مختار خلیل کی تصریح میں کہا: "زندیق مسلمان'... مشہور یہی ہے کہ جب پتہ چل جائے کہ کوئی مسلمان کفار کا جاسوس ہے تو وہ زندیق میں حکم میں ہو گا۔ یعنی پکڑے جانے پر وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قابل قبول نہیں ہو گی۔ یہ ابن قاسم سحنون کا قول ہے۔([13])

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

پکڑے جانے کے بعد زندیق کو قتل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ توبہ کر لے۔ فرماتے ہیں: جہاں تک اس شخص کے قتل کا معاملہ ہے جو بظاہر مسلمان اور بباطن کافر ہو؛ یہی وہ منافق ہے جسے فقہاء نے زندیق کہا ہے۔ اکثر فقہاء نے اس کے قتل کا

---

[11] ۔ الحلی، حسن بن یوسف، تحریر الاحکام الشرعیۃ علی مذھب الامامیۃ، (مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام - مشھد)، جلد 1 ص 143

[12] ۔ محمد رواس قلعہ جی و حامد صادق قنیبی، معجم لغۃ الفقھاء، (دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان، طبعہ ثانیہ 1408 ھ)، جلد 1 ص 280

[13] ۔ الخرشی، محمد بن عبد اللہ، المالکی، شرح مختصر خلیل للخرشی، (دار الفکر للطباعہ - بیروت)، جلد 3 ص 119

فتویٰ دیا ہے اگر چہ وہ توبہ کر لے جیسا کہ مالکی مذہب ہے۔ اور ظاہر اًدو روایات کے مطابق امام احمد کا بھی مذہب ہے۔ اور احناف وشوافع کا بھی ایک قول یہی ہے۔(14)

علامہ ابن عاشور نے ابن قاسم سے منسوب قول کے بارے میں لکھا ہے: "ابن قاسم نے کہا: یہ 'فعل جاسوسی 'فعل زنادقہ ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اسے توبہ کا کہا ہی نہیں جائے گا اور اسے زندیق کی طرح قتل کیا جائے گا ۔ اور زندیق وہ ہے اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور کفر کو چھپاتا ہے۔(15)

امام قرافیؒ نے فرمایا: صاحب البیان نے کہا:

ابن القاسم نے کہا: اس (مسلمان) نے جاسوسی کی کوشش کی اور میری رائے میں اس کی گردن اتاری جائے گی۔ اور ہمیں اس کی توبہ کا حکم معلوم نہیں ہے۔ صاحب البیان لکھتے ہیں کہ ابن قاسم کا یہ قول درست ہے۔ اور مزید یہ کہ حکمران وقت کو پھانسی اور قتل کے درمیان اختیار ہے کیوں کہ اس شخص نے زمین میں بقاء وامن کی بجائے فساد کی کوشش کی ہے۔(16)

علامہ ابو الولید ابن رشدؒ نے کہا ہے کہ جہاں انہوں نے جاسوس کی سزا کے بارے میں ابن القاسم کے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ 'چونکہ جاسوس مسلمانوں کے لیے محارب جنگجو سے زیادہ نقصان دہ ہے، اور زیادہ فاسد ہے۔' اور اللہ تعالیٰ نے محاربین کے متعلق فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔﴾ (17)

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خوں ریزی، رہزنی، ڈاکہ زنی، دہشت گردی اور قتلِ عام کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یاقید) کر دیئے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے.

پس جاسوس پر محارب کے حکم کا اطلاق ہو گا اور اس کی توبہ زندیق کی طرح قابل قبول نہ ہو گی۔ اور حکمران کے پاس بھی محارب کی سزاؤں میں سے کسی کا اختیار نہیں سوائے قتل کرنے یا پھانسی دینے کے۔ کیوں کہ ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جلاوطن کرنا

14۔ ابن تیمیّہ، مجموع الفتاویٰ، جلد 28 ص 555

15 ۔ ابن عاشور، محمد طاہر، التحریر والتنویر، (دار سحنون للنشر والتوزیع-تیونس 1997ء)، جلد 3 ص 219

16۔ القرافی، احمد بن ادریس، الذخیرۃ، (تحقیق: محمد حجی، دار الغرب-بیروت، 1994ء)، جلد 3 ص 400

17۔ المائدہ 5: 33

اس کے فساد کی سزا کے لیے کافی نہیں۔ اور امام مالک کے اس قول "اري فيه اجتهاد الامام" کا بھی یہی مطلب مراد لیا جانا چاہیے۔([18])

تیسرا قول:

مسلم جاسوس کی سزا کا حکم مرتد جیسا ہے۔ اسے توبہ کا کہا جائے گا۔ اگر توبہ کر لی تو ٹھیک وگرنہ قتل کر دیا جائے گا۔ مالکیہ میں سے یہ نکتہ نظر امام ابن وھب کا ہے۔ علامہ ابن عاشور نے جاسوس کی سزا کے بارے میں مالکی مکتب فکر کے متعدد اقوال بیان کرتے ہوئے کہا: "ابن وہب نے کہا: (مسلمان کی جاسوسی) ارتداد ہے اور اسے توبہ کہ مہلت دی جائے گی۔([19])

امام بدر العینیؒ کہتے ہیں: "مکتبہ مالکی کے ابن وھب نے کہا: اگر وہ توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔([20])

چوتھا قول:

اس کا معاملہ حکمران وقت کے اجتہاد پر موقوف ہے۔ وہ قتل سمیت جو سزا بھی مناسب سمجھے دے گا۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے، اور امام ابن عقیل حنبلیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ جہاں وہ ایک مسلمان جاسوس کو قتل کرنے کی اجازت کی رائے رکھتے ہیں۔

علامہ ابو القاسم العبدری المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام مالکؒ سے اس مسلم جاسوس کے پکڑے جانے کے بارے میں پوچھا گیا جس نے رومیوں کو خط لکھ کر مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کیا تھا تو امام مالک نے فرمایا: "میں نے اس بارے میں کچھ نہیں سنا۔ میری رائے کے مطابق اس کا معاملہ حکمران وقت کے اجتہاد سے ہو گا"۔ اللخمی کہتے ہیں: امام مالک کا یہ قول بہت احسن ہے۔"([21])

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم جاسوس کی سزا تعزیری ہے، اور قتل بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ مسلم جاسوس کی سزا اس کے جرم کی شدت اور اس کے نقصان کی شدت پر منحصر ہے، اس لیے اسے قتل کرنا جائز ہے اور واجب نہیں ہے۔

---

[18]۔ محمد بن احمد بن رشد القرطبی، ابو الولید، البیان والتحصیل والشرح والتوجیه والتعلیل لمسائل المستخرجة، (تحقیق: محمد حجی وغیرہ، دار الغرب الاسلامی، بیروت-لبنان، طبعہ ثانیہ 1408ھ)، جزء2، ص537

[19]۔ ابن عاشور، التحریر والتنویر، جلد3 ص78

[20]۔ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، باب الجاسوس، جلد14 ص256

[21]۔ محمد بن یوسف بن ابو القاسم العبدری م897ھ، التاج والاکلیل لمختصر خلیل، دار الفکر-بیروت، 1398ھ، جزء3، ص357

علامہ ابن فرحون المالکیؒ فرماتے ہیں :"ایک سوال:اور اگر ہم کہیں: حکمر اں کے لیے تعزیرات میں حد سے تجاوز کرنا جائز ہے، تو کیا تعزیرات میں قتل بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک مسلمان جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے اگر وہ دشمن کی جاسوسی کر رہا ہو اور بعض حنابلہ کا بھی یہی موقف ہے ۔"([22])

بعض علماء مالکیہ اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ امام مالکؒ کے 'حکمران وقت کے اجتہاد' والے قول کا مقصود محارب کی سزاؤں میں اختیار جیسا ہے۔ اسی لیے علامہ قرافی کہتے ہیں:" امام مالک فرماتے ہیں: امام وقت محارب کی سزاؤں کی طرح مسلم جاسوس کی سزا کا تعین کرے گا۔"([23])

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمران وقت کا اجتہاد مناسب سزاؤں کے درمیان انتخاب میں ہے۔ جس میں قتل بھی شامل ہے۔

بعض مالکی علماء کا یہ خیال ہے کہ جاسوس کے حق میں حکمران وقت کے اجتہاد سے امام مالک کا مقصد اور اسے محارب سے تشبیہ دینے کا مقصد قتل کا طریقہ اختیار کرنے میں ہے نہ کہ باقی سزاؤں کی طرف سزا منتقل کرنے میں۔ جلاوطنی اور ہاتھ پاؤں کاٹنا وغیرہ۔ اس لحاظ سے یہ نظریہ وجوب قتل کے مترادف ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قاسم اور علامہ ابو الید ابن رشد نے کہا- اور میں نے اسے مختصراً نقل کیا۔ یہ ہے امام مالک کے اس قول کا صحیح مطلب کہ 'میں مسلم جاسوس کی سزا کو حکمران وقت کے اجتہاد پر موقوف دیکھتا ہوں۔([24])

امام بدر الدین عینیؒ نے بھی یہی قول امام مالک کی طرف منسوب کیا ہے۔"وَقَالَ مَالک رَحمَہ اللہ تَعَالَی: ذَلِک إِلَی اجْتِهَاد الإِمَام۔"([25]) امام مالکؒ نے فرمایا: یہ معاملہ حکمران کے فیصلہ پر موقوف ہے۔

---

[22]۔ ابن فرحون، ابراہیم بن علی بن محمد م799ھ، تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیۃ و مناھج الاحکام، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، 1406ھ، جزء2، فصل اذا ثبت اصل التعزیر والعقوبۃ، ص297

[23]۔ القرافی، احمد بن ادریس، الذخیرۃ، جلد3 ص400

[24] ۔ ابن رشد، محمد بن احمد، البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لمسائل المستخرجۃ، تحقیق: محمد حجی وغیرہ، دار الغرب الاسلامی- بیروت، طبعۃ ثانیۃ 1408ھ، جلد2 ص537

[25]۔ عینی، بدر الدین، تحریر الاحکام فی تدبیر اھل الاسلام، جلد1 ص237

امام المرداوی حنبلی کہتے ہیں: "ابن عقیل نے کافروں کے لیے جاسوسی کرنے والے مسلمان جاسوس کا قتل جائز قرار دیا ہے اور ابن جوزی نے اس پر مزید اضافہ کرتے ہوئے کہا 'وان خیف دوابہ ' (26)

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

زندیق منافق کو توبہ کے بغیر قتل کرنے کی دلیل صحیحین میں منقول حضرت حاطب کا واقعہ ہے جو حضرت علی سے مروی ہے۔ جس میں حضرت عمر نے حضور ﷺ سے فرمایا 'مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اتار دوں' تو حضور ﷺ نے فرمایا 'بے شک حاطب بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بدر والوں سے فرمار کھا ہے کہ تم جو چاہو کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ منافق کو توبہ کا کہے بغیر اس کی گردن اتارنا جائز ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کی اجازت طلب کرنے پر انکار نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ فرمایا کہ وہ نفاق سے پاک ہیں اور بدری ہیں اور ان کے لیے مغفرت کا وعدہ ہے۔ جب کسی کا نفاق بالکل ظاہر ہو جس میں شک نہ ہو تو اس کا خون مباح ہے۔(27)

امام ابن قیمؒ کہتے ہیں:

ابن تیمیہؒ نے امام مالکؒ کے موقف کو اختیار کیا ہے۔ غزوہ فتح مکہ سے کئی فوائد مستنبط ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے اگرچہ مسلمان کیوں نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت عمر نے حضور ﷺ سے حضرت حاطب کے قتل کی اجازت چاہی تھی۔ حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان ہونے کے باعث اس کا قتل جائز نہیں بلکہ فرمایا کہ اللہ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرمار کھے ہیں وہ جو چاہیں کریں۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوتا کہ حضرت حاطب کے قتل کی ممانعت غزوہ بدر میں شرکت کے باعث تھی نہ کہ محض مسلمان ہونے کا باعث۔ اب یہ وجہ تو ہر مسلمان میں ہر زمانہ موجود نہیں ہوگی۔ یہ امام مالکؒ کا مذہب ہے۔ اور ایک وجہ سے امام احمدؒ کا موقف بھی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ مسلمان جاسوس کا قتل حکمران کو موقف واجتہاد پر موقوف ہو گا۔ اگر اس کے قتل میں مسلمانوں کا مفاد زیادہ ہے تو قتل کیا جائے گا اور اگر اس کا زندہ رہنا زیادہ فائدہ ہو تو زندہ رکھا جائے گا۔"(28)

26۔ المرداوی، علی بن سلیمان، الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف علی مذھب الامام احمد بن حنبل، دار احیاء التراث العربی بیروت- لبنان، طبعہ اولیٰ 1419، جلد 10 ص 188

27۔ ابن تیمیّہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، جلد 1 ص 358

28۔ ابن قیم، محمد بن ابو بکر بن ایوب، الجوزی، زاد المعاد في هدي خير العباد، مؤسسۃ الرسالۃ- بیروت، طبعہ سابعۃ وعشرون 1415ھ، جلد 3 ص 371

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں :

حضرت عمر کا حضرت حاطب کے قتل کی اجازت طلب کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان جاسوس کا قتل جائز ہے۔ (یعنی اگر اس کا جواز نہ ہوتا تو حضرت عمر اس کی اجازت بھی طلب نہ فرماتے۔) امام مالکؒ اور ان کی رائے کی تائید کرنے والوں کا دراصل یہی مقصود ہے۔ اور اس کی دلالت یہ ہے کہ اگر مانع قتل موجود نہ ہوتا تو حضور اکرم ﷺ نے تو گویا اجازت مرحمت فرمادی تھی۔ اور مانع قتل حضرت حاطب کا بدر میں شریک ہونا ہے۔ اور یہ مانع دیگر مسلمانوں میں موجود نہیں ہو سکتا۔ اگر صرف مسلمان ہونا مانع ہوتا تو حضور اکرم ﷺ حضرت حاطب کے لیے بدر میں شرکت کی تخصیص نہ فرماتے۔ (بلکہ عمومی حکم ارشاد ہوتا)۔"([29])

اس حکم کو اس قصے سے اخذ کرنے کے بارے میں علماء کے اقوال بہت ہیں اور ان میں سے بعض ان شاء اللہ بعد میں آئیں گے۔

پانچواں قول:

اگر کوئی مسلمان جاسوسی کے عمل کا تکرار کرے تو قتل کیا جائے گا۔ یہ مالکی مکتب کے عبد الملک بن الماجشون کا قول ہے۔ امام قرطبی نے اشارہ کیا ہے کہ ابن الماجشون نے یہ حکم اس بات سے اخذ کیا ہے کہ حضرت حاطب سے اس فعل کا ارتکاب پہلی بار ہوا تھا۔ اس لیے انہیں قتل نہیں کیا گیا، لہٰذا جو اس عمل کو دہرائے گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔([30])

امام ابن المنذر فرماتے ہیں :

عبد المالک الماجشون نے کہا: ... اور اگر کوئی ایسا مسلمان ہو جو جاسوسی کا ارتکاب دہراتا ہوا پایا جائے۔ اور قرینہ اس بات کی گواہی دے دے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کرنے والا ہے۔ اس کو قتل کر دیا جائے۔([31])

قاضی عیاضؒ نے کہا :"عبد الملک بن ماجشون نے جاسوسی بوجہ غفلت اور عادی جاسوس کے درمیان فرق کیا ہے۔ عادی جاسوس کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے کو چھوڑ دیا جائے گا۔"([32])

---

[29] ۔ابن حجر، فتح الباری، باب: لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء، جلد 8 ص 635

[30] ۔ قرطبی، تفسیر القرطبی، جلد 18 ص 53

[31] ۔ ابن المنذر، محمد بن ابراہیم، الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، تحقیق: صغیر احمد، دار طیبہ - الریاض، طبعہ اولیٰ 1405ھ، جلد 11 ص 283

[32] ۔ قاضی عیاض، عیاض بن موسی بن عیاض، اکمال المعلم بفوائد المسلم، تحقیق: ڈاکٹر یحیٰ اسمٰعیل، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع - مصر، طبعۃ اولیٰ 1419ھ، جلد 7 ص 537

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "ابن ماجشون نے کہا: اگر اس کی جاسوسی معروف ہو تو قتل کیا جائے گا اگر نہ چھوڑ دیا جائے گا۔(33)

اور امام ابن بطالؒ نے فرمایا:"ابن الماجشون نے کہا: اگر اس کا فعل نادر ہے اور وہ اسلام پر طعن کرنے والوں میں سے نہیں ہے تو قتل نہیں ہو گا۔ اگر عادی جاسوس ہے تو قتل کر دیا جائے گا۔(34)

علامہ ابو العباس احمد بن عمر القرطبی ؒ(656-578)فرماتے ہیں :" مالکی مذہب کے اکابر مسلمان جاسوس کے قتل کے قائل تھے۔ مگر ان کے ہاں اس کی توبہ کی قبولیت سے متعلق تین اقوال پائے جاتے ہیں۔ دیکھا جائے گا وہ ایسا کرنے میں معروف تھا یا نہیں۔(35)

یہی قول ابن تیمیہ کی 'اختیارات 'میں بھی موجود ہے۔(36)

امام ابن العربی المالکیؒ نے فرمایا: عبد الملک نے کہا: اگر وہ مسلمانوں کی جاسوسی کا عادی ہے تو قتل کیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا' جاسوس قتل کیا جائے گا' ابن عربی اس کے بعد فرماتے ہیں 'زمین میں فساد بپا کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے سبب یہی رائے مناسب ہے۔(احکام القرآن:2/7

گویا امام عبد الملک بن الماجشون اور ان کی رائے کے قائلین کا موقف یہ ہے کہ کسی مسلمان کا بار بار مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اس بات کا ثبوت ہو گا کہ وہ کفار کا حمایتی اور مدد گار ہے۔ گویا انہوں نے حکم میں احتیاط برتی ہے کہ تکرار فعل اس بات کی دلیل ہو گا یہ شخص آمادہ فساد ہے اور اس کا قلع قمع ضروری ہے۔

امام قرافی فرماتے ہیں:

ماذری نہ کہا: مسلم جاسوس کی سزا سے متعلق مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کی قبولیت میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر غالب گمان یہ ہو کہ اس نے غفلت اور لاعلمی میں پہلی بار ایسا کیا ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ جاسوسی کا عادی ہے تو قتل کیا جائے گا۔"(37)

33۔ ایضاً جلد 6ص 71

34۔ ابن بطال، علی بن خلف بن عبد الملک القرطبی، شرح صحیح بخاری لابن بطال، تحقیق: یاسر بن ابراہیم، مکتبۃ الرشد- ریاض، 1423ھ، طبعۃ ثانیۃ جلد 5ص 164

35۔ احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی، المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، جلد 11ص 74

36۔ ابن تیمیہ، علی بن محمد بن عباس، الاخبار العلمیۃ من الاختیارات الفقھیۃ، جزء 1ص 261

37۔ القرافی، احمد بن ادریس الذخیرۃ، جلد 3ص 400

قاضی عیاضؒ نے اس قول کا استدلال بیان کرتے ہوئے کہا:

عادی اور غیر عادی مجرم میں فرق یہ ہے کہ عادی مجرم کا جرم اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا اور گہرا ہوتا ہے۔ اس کا نقصان شدید ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس کو محارب جاسوس پر قیاس کیا جائے۔ اور اگر اس سے جاسوسی کا کام غیر ارادی طور یا غلطی کی بنیاد پر ہو جائے تو اسے محارب جاسوس پر قیاس نہ کرنا اچھا ہوگا۔"([38])

عصر حاضر میں غلطی سے جاسوسی ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ کیوں کہ افواج کی نقل وحرکت اور قومی رازوں کا علم مخصوص لوگوں کو ہی ہوتا ہے۔ عوام الناس کے پاس ایسے راز نہیں ہوتے۔ لہٰذا اب جاسوسی کا کام باقاعدہ سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جس میں بہت سے لوگ شریک ہوتے ہیں اور کبھی ملکوں کے درمیان معاہدوں کے تحت ایسے کام سرانجام پاتے ہیں۔

چھٹا قول: مسلم جاسوس کے قتل میں توقف کیا جائے گا۔ یہ قول امام احمدؒ کا ہے۔

مسلم جاسوس کے قتل میں توقف اس لیے ہے کہ اس کے قتل پر حکم دستیاب نہیں ہے۔ ابن تیمیہ ؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام احمدؒ نے ایک مسلمان جاسوس کے حکم میں توقف کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

جہاں تک امام مالک اور ان کے اصحاب کا تعلق ہے تو ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جاسوسی ان جرائم میں سے ہے جس کی سزا قتل تک پہنچتی ہے۔ ان کے بعض اصحاب نے اس بات کی تائید کی ہے کہ اگر مسلمان جاسوس دشمن کے لیے مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو اس کی بھی یہی سزا ہے۔ مگر امام احمد نے مسلمان جاسوس کے قتل میں توقف فرمایا ہے۔([39])

جب قاضی عیاض نے جاسوس کے حکم کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال اور ان کی توجیہات کا ذکر کیا اور اس بحث کے نتیجہ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا:

جو بات میرے اوپر منکشف ہوئی ہے یہ ہے کہ حضرت حاطب کا واقعہ ہمارے موقف یا اس بحث کی مستقل دلیل نہیں ہے ۔کیوں کہ انہوں نے اپنے فعل کا ایک مخصوص عذر بیان کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے عذر کی تصدیق فرمائی۔ یہ تصدیق صرف حضرت حاطب کے لیے خاص تھی۔ دیگر کسی مسلمان کے باطن اور عذر کی تصدیق کے لیے یہ واقعہ قطعی نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے عذر کا یقین کیا جا سکتا ہے۔ اس مختصر واقعہ کا مصداق کوئی اور نہیں ٹھہر سکتا۔ کسی واقعہ کی

[38]۔ اکمال المعلم، جلد 7، ص 538

[39]۔ ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد 28، ص 345

حقیقت کا علم جس طرح رسول اللہ ﷺ کو ہو سکتا ہے کسی اور کو نہیں ہو سکتا۔ وہ اس کی حقیقت نہیں جانتا تھا۔ مجھے جو بات علماء اصولیین کی پہنچی ہے وہ یہ کہ جب معلل کی علّت معین ہو تو اسے عموم پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔"([40])

مسلم جاسوس کی سزا کے دلائل

گزشتہ ابحاث میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ مسلمانوں کے قومی و دفاعی راز کافروں تک اس نیت سے پہنچانا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں اس سے فائدہ اٹھاسکیں، کفار کے ساتھ کھلم کھلا اظہار حمایت و دوستی ہے۔ اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف صریح بغاوت ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی میں دشمن کے ساتھ ہر قسم کی مدد مضمر ہے۔ بے شک ایسا کرنے والا یہ کام انتہائی رازداری سے کرے اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں کہ یہ فعل تہہ در تہہ بدنیتی، شر، فساد اور فریب پر مشتمل ہے۔ اوراس کام کے ارتکاب کے بعد اس کا عذر بھی زائل ہو جاتا ہے۔ گزشتہ بحث میں بیان شدہ اقوال علماء کا اطلاق ایسی واضح جاسوسی اور تصدیق شدہ مسلمان دشمنی پر نہ کیا جائے۔ ایسا شخص مرتدین کے زُمرہ میں شامل ہونے کے باعث 'مسلمان جاسوس' کے عنوان سے ہی خارج تصوّر کیا جاسکتا ہے۔ امام ابن حزم کا قول پہلے نقل کیا گیا ہے کہ جو جاسوس مسلمانوں کے اندر قیام کر کے ان کے رازوں کے حصول کی کاوش کرتے ہیں اور کفار کو خط لکھ کر یا دیگر ذرائع سے آگاہ کرتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں جو کفار کی خدمت کفار کی ریاست میں رہ کر کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان جاسوسوں کی مسلمان اور اسلام دشمنی اور صریح جنگ کو فقہاء کرام کی مجمل عبارات اور احتمالی اقوال کے ساتھ نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بطور خاص جب ہم اس امداد کو دیکھتے ہیں جو کافروں کے ہتھیاروں بشمول طیاروں، میزائلوں، ڈرون حملوں، بمباری اور دیگر آلات پر مشتمل ہے اور ان کے لیے جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور ان تک درست اور پوشیدہ معلومات پہنچاتے ہیں اور وہ ان پر براہ راست انحصار کرتے ہوئے ہر روز مخصوص مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ اور مسلمان مجاہدین کو چن چن کر قتل کرتے ہیں، انہیں گرفتار کرتے ہیں اور ان کے مساکن کو تباہ کیا جاتا ہے۔ دیہاتوں اور شہروں کو جلایا جاتا ہے، تو وہ شخص مسلمان کیسے ہو سکتا ہے جو اس میں براہ راست شریک ہو؟ بلکہ اسی کی معلومات پر ہی انحصار کرتے ہوئے کفار ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اس ساری جنگ کا اصل مجرم یہی جاسوس ہے۔

کیا کوئی ایسی شرعی و عقلی دلیل ہے جو ایسے مدعی اسلام جو اپنے جہاز اور ٹینک مسلمانوں کی بستیاں اجاڑنے اور مسلمان قائدین کو شہید کرنے کرنے کے لیے نصب کرتا ہے اور اس مدعی اسلام کے درمیان جو طویل مسافتیں طے کرتا ہے،

[40]۔ قاضی عیاض، عیاض بن موسی بن عیاض، اکمال المعلم بفوائد المسلم جلد 7 ص 538

شدید خطرات مول لیتا ہے، مصائب و تکالیف برداشت کرتا ہے اور اپنی جان سے ان اہداف کا دفاع کرتا ہے جو کفار حاصل کرنا چاہتے ہیں فرق کر سکے۔؟

گزشتہ ابحاث میں یہ بات بھی سامنے آچکی ہے کہ فقہاء کرام کے درمیان مسلمان جاسوس کی تکفیر سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے جس طرح کہ اس کے قتل سے متعلق پایا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں میں اختلاف کی بنیاد پر مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جاسوس کو دو اقسام میں تقسیم کیا جائے۔

پہلی قسم:

وہ شخص جس کی جاسوسی کی نوعیت سے ثابت ہو کہ اس نے مسلمانوں کے خلاف کفار کی واضح اور صریح مدد کی ہے۔ تو ایسے شخص کو "مسلم جاسوس" نہیں کہا جا سکتا سوائے اس بات کے جو اس کے عمل سے ثابت ہوئی ہے۔ اس کا حال منافقین جیسا ہے۔ اور حقیقت میں ایسا شخص مرتد ہے۔

دوسری قسم:

وہ شخص جس کی جاسوسی کی نوعیت مشتبہ اور اس سے مسلمانوں کے خلاف کفار کی واضح اور صریح مدد ثابت نہ ہوتی ہو۔ یا اس نے اپنے فعل کی معقول تاویل کرتے ہوئے کسی خاص واقعے کا اعتبار کیا ہو، یا معاملہ اس کے لیے اس طرح الجھا ہوا ہو کہ جس کے ذریعے اس پر کفر وغیرہ کا الزام نہ لگانے کا عذر کیا جا سکے۔ اسی شخص کو "مسلم جاسوس" کہا جاتا ہے۔

قسم اوّل:

جہاں تک اس پہلی قسم کا تعلق ہے اس کی بابت مذہب مالکیہ کے دو مشہور ائمہ امام ابن القاسم اور امام سحنون کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف کفار کی معاونت کرنے والے ایسے جواسیس پر جب قابو پالیا جائے تو اس کی متعین سزا قتل ہے چاہے وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ اگر وہ سچا اور مخلص مسلمان تھا تو اسے اللہ کی بارگاہ سے فائدہ ہوگا۔ اور اگر وہ جھوٹا اور خائن تھا تو اسے کے کیئے کی سزا ملے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ۔ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔ (41)

اور لوگوں میں سے بعض وہ (بھی) ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور یومِ قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ (ہرگز) مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو (یعنی رسول ﷺ کو) اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں مگر (فی الحقیقت) وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

---

[41] ۔ البقرہ 2: 9-8

وہ شخص جس نے گرفتار ہونے سے پہلے اپنی مرضی سے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس قسم کے جاسوسوں کی زندیق سے مشابہت ان کے مسلمانوں کے ساتھ خیانت کرنے، ان کے رازوں کو ان کے خلاف استعمال کرنے، دشمنوں کی مدد کو پوشیدہ اور خفیہ رکھنے، اور جنگ میں کفار کے ساتھ ان کی ہمدردی رکھنے کی وجہ سے ہے۔ پس جاسوس اور زندیق کے درمیان اسلام دشمنی، شرارت، دھوکہ دہی اور دغابازی مشترک خصوصیات ہیں۔ بعض علماء نے یہ کہہ کر زندیق کے قتل کو درست قرار دیا ہے کہ وہ توبہ سے جس بات کا زعم رکھتا ہے کہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے گا اور اپنے فعل سے دستبردار ہو جائے گا محض اس دعویٰ جیسا ہی ہے جو اس نے پکڑے جانے سے پہلے کر رکھا تھا۔ بلکہ بعض علماء نے تو اس کے توبہ کے دعویٰ کو قتل سے بچنے کا بہانہ قرار دیا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ڈاکو کی گرفتاری سے قبل اور بعد کی توبہ کا فرق واضح کیا ہے۔ اور فرمایا: ﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَن تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (42) مگر جن لوگوں نے، قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پا جاؤ، توبہ کرلی، سو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

یہ ڈاکو لوگوں کا مال و دولت لوٹتے اور خون بہاتے ہیں جب کہ زندیق دین اور عقائد کو نقصان پہنچاتے اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ بلاشبہ ادیان کا نقصان ابدان کے نقصان سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: نیز اللہ تعالیٰ نے ڈاکوؤں کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کریں تو قابل قبول ہو گی جبکہ بعد کی توبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ زندیق کی زبان وطرز عمل سے اسلام سے محاربت ڈاکوؤں کی محاربت سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ اس ڈاکو کا فتنہ اموال وابدان سے متعلق ہے جبکہ زندیق کا فتنہ قلب وایمان سے متعلق ہے۔ پس اس کی توبہ بعد از گرفتاری بدرجہ اولیٰ قابل قبول نہیں ہو گی۔"(43)

بعض علماء نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اس کی جاسوسی کی بدولت انسان قتل ہوتے ہیں اور اسلام کی توہین لازم آتی ہے تو اس کو محارب (ڈاکو) کے حکم میں رکھا گیا ہے۔ اسی وجہ سے امام ذہبی نے کبیرہ گناہوں کی فہرست میں انہتر نمبر پر فرمایا: مسلمان کی جاسوسی کرنا اور اس کے راز افشا کرنا۔ اس معاملہ میں حضرت حاطب کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر نے ان کے فعل کے سبب ان کے قتل کی اجازت چاہی اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب کے بدری ہونے کے باعث انہیں روک دیا۔ کسی شخص کی جاسوسی کے سبب مسلمانوں کو شکست ہو سکتی ہے، مسلمان قید اور شہید ہو سکتے ہیں اور جانی ومالی

42۔ المائدہ 5: 34

43۔ ابن القیم، اعلام الموقعین، جلد 3، ص130

نقصان ہو سکتا ہے اس لیے جو کوئی بھی زمین میں فساد کی کوشش کرے اور انسانوں اور کھیتیوں کی تباہی کا منصوبہ بنائے تو اس کا قتل ضروری ہے۔"(44)

معاصر علماء میں سے جو لوگ جاسوس کے قتل کے قائل ہیں ان میں سے شیخ محمد الصالح العثیمین ہیں، آپ کہتے ہیں:

بے شک جاسوس، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں جب وہ دشمن کے لیے جاسوسی کرے تو قتل کیا جانا چاہیے۔ اس کی دلیل حضرت حاطب کے واقعہ کو بنایا ہے۔ جب حضرت عمر نے ان کے قتل کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اہل بدر میں سے ہے اور تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جاسوس کا قتل مباح ہے۔ مگر حضرت حاطب کے قتل ہونے میں ان کا بدری ہونا رکاوٹ بن گیا۔ یہ علت آج ہمارے زمانے میں موجود نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اگر کوئی مسلمان دشمن کو مسلمانوں کی خبریں پہنچائے اور جاسوسی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ کر لے۔ اس کا قتل اس کے شر سے تحفظ کے لیے حد کی طرح شمار ہو گا۔"(45)

آپ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: " صحیح یہ ہے کہ اسے (مسلمان جاسوس کو) قتل کیا جائے گا ۔ اس کی دلیل بھی آپ نے حضرت حاطب کے واقعہ سے اخذ کی ہے۔"(46)

اسی موقف کو آپ نے ایک مقام پر یوں دہرایا ہے:

یہی وجہ ہے کہ ولی الامر اگر کسی ایسے جاسوس کو پکڑے جو مسلمانوں کے دشمنوں کو مسلمانوں کی خفیہ خبریں پہنچاتا ہے تو اسے ضرور مار ڈالے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس کا ایسا کرنا باعث فساد و فتنہ ہے، اس لیے ایسے جاسوس کو قتل کرنا، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، حاکم پر اس کی لغزش کی وجہ سے واجب ہے، لیکن حضرت حاطب کے معاملہ میں ایسا اس لیے نہیں ہوا کہ وہ اہل بدر میں سے تھے۔" (47)

اسی موقف کو آپ نے شرح ریاض الصالحین میں ایک اور مقام پر بھی دہرایا ہے۔ (48)

44۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، الکبائر، (دارالندوہ الجدیدہ- بیروت)، ص236

45۔ العثیمین، محمد بن صالح بن محمد، الشرح الممتع علی زاد المستقنع، (دار ابن الجوزی، طبعہ اولیٰ 1428ھ)، جلد 8، ص87

46۔ العثیمین، التعلیق علی السیاسیۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیۃ، (مدار الوطن للنشر- ریاض، طبعۃ اولیٰ 1427ھ)، ص342

47۔ محمد بن صالح بن محمد العثیمین، شرح ریاض الصالحین، دار الوطن للنشر، ریاض، طبعۃ 1426ھ باب المجاہدہ، جلد 2 ص72

48۔ ایضاً باب: احادیث الدجال واشراط الساعۃ وغیرھا، جلد 6، ص639

بعض علماء جنہوں نے مسلمان جاسوس کی گرفتاری سے قبل یا بعد توبہ کی بحث کو موضوع بنایا ہے اس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ اور یہ بات بھی زیر بحث آچکی ہے کہ بعض علماء نے مسلمان جاسوس کو ڈاکو سے زیادہ مفسد قرار دیا ہے۔

جو شخص مسلمانوں کا خون بہانا حلال، مال کا ضیاع جائز اور ان سے جنگ کو جائز سمجھتا ہے۔ اس پر ان ڈاکوؤں سے زیادہ محاربت اور زمین میں فساد پھیلانے کا اطلاق ہوتا ہے۔ بالکل اس حربی کافر کی طرح جو مسلمانوں کا خون، قتل اور مال کو جائز سمجھتا ہے اس فاسق سے زیادہ محاربت کا مستحق ہے جو ان سب امور کی حرمت کا قائل ہے۔ ([49])

اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ نے محاربت کی تقسیم کی ہے اور احکام کا ذکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

محاربت باللسان محاربت بالید کی طرح ہے۔۔۔ اس باب میں مسلمان جاسوس جو کہ مسلمانوں کے راز افشا کرتا ہے، اور زبان و قول سے جھوٹ بولتا ہے یا اس بات کا اشارہ دیتا ہے جس سے اہل امر اور اکابر مسلمان شہید ہو جاتے ہیں اور اس کا نتیجہ فتنہ و فساد کی صورت میں نکلتا ہے۔ لہذا ایسے شخص کا فساد صرف اس کے جلدی قتل سے ہی ختم ہو سکتا ہے۔ اس لیے اس کے قتل میں کوئی شک نہیں۔ اگرچہ جلدی کی جائے یا نہ کی جائے قتل پھر بھی کیا جائے گا۔ اس بابت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ مَن قَتَلَ نَفسًا بِغَيرِ نَفسٍ أَو فَسَادٍ فِي الأَرضِ۔ اسی طرح فرمان الٰہی ہے: إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَسعَونَ فِي الأَرضِ فَسَادًا۔" ﴾ ([50])

علماء نے ذکر کیا ہے کہ ڈاکوؤں کو کسی شخص / اشخاص کے آنے کی خبر دینے والا آدمی قتل وڈاکہ میں ان کا معاون ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ خود اصلاً ارتکاب قتل نہیں کرتا۔ گویا وہ صرف آنے والے کی خبر پہنچا کر اقدام قتل وڈاکہ میں ان کی معاونت کرتا ہے۔ جو ان کی برائی اور ظلم کے دائمی ہونے کا باعث بنتا ہے، تو کیا وہ جاسوس جو اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور مؤمنین کے ساتھ جنگ کرنے والوں کا معاون و مددگار وہ اس سزا (قتل) کا مستحق نہیں ہے؟ اور ان کفار اور اسلام و مسلمان دشمنوں کا جنگی طرز عمل ڈاکوؤں سے زیادہ گھناؤنا اور مفسد ہے۔ ان کی طرف سے پہنچنے والا نقصان زیادہ مضر اور وسیع ہے۔ یہ جاسوس وہ فرقہ ہیں جو کفار کی مدد کرتے ہیں، ان کے لیے مسلمانوں کا پیچھا کرتے ہیں اور جمع شدہ معلومات ان تک پہنچاتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر وہ کفار کے تمام جرائم میں شریک ہوتے ہیں۔

ان کے جرائم کے بارے میں ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں:

---

[49] ۔ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد28، ص470

[50] ۔ابن تیمیہ، الاخبار العلمیة من الاختیارات الفقهیة، تحقیق: احمد بن محمد الخلیل، دار ابن الجوزی–دمام، طبعة اولیٰ 1436ھ جلد1، ص263

اگر ڈاکوؤں کا ایک گروہ ہو اور بوقت ڈاکہ ان میں صرف ایک ڈاکو قتل وغارت کی ابتدا کرتا ہے اور باقی اس کے معاون و مددگار ہوتے ہیں تو بعض علماء کو مؤقف ہے کہ ان کی سزا کے وقت قتل کرنے والا ہی قتل کیا جائے گا۔ جبکہ جمہور کا مؤقف ہے کہ تمام ڈاکوؤں کو قتل کیا جائے گا اگرچہ ان کی تعداد ایک سو کیوں نہ ہو۔ قتل کا آغاز کرنے والا اور مدد کرنے والے برابر ہیں۔ خلفائے راشدین سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ حضرت عمر نے ربیئہ کو بھی قتل کیا تھا(ربیئہ وہ شخص ہوتا ہے جو کسی اونچی جگہ پر بیٹھا ہوتا ہے اور ڈاکوؤں کو کسی آنے والے کی خبر دیتا ہے۔)تو ڈاکوؤں میں سے اگر ایک بھی قتل کرتا ہے تو اسے باقی ڈاکوؤں کی مدد وحمایت حاصل ہوتی ہے۔ اگر کسی گروہ کے لوگ کسی کام میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو سب ثواب وعقاب میں شریک ہوتے ہیں۔([51])

جواسیس سے متعلق زیر بحث قسم کے احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص پر مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کے ذریعے کفار کی مدد وحمایت ثابت ہو جائے تو اس پر زندیق کے حکم کا اطلاق کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ خود اپنی مرضی سے توبہ کرکے گرفتاری دے دے تو قتل ساقط ہو جائے گا۔ اور جو جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا جاتا ہے تو اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ بعض مخصوص اور استثنائی حالات میں شرعی اعتبارات اور مسلمانوں کے مجموعی مصالح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سزا میں کمی کی جاسکتی ہے۔

جاسوس کی دوسری قسم:

یہ وہ ہے جس کی جاسوسی مشتبہ ہو۔ مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد واضح طور پر عیاں نہ ہو۔ یا اس نے کسی خاص واقعہ میں ایسی معقول تاویل کی ہو جو اس کی تکفیر سے بچنے کے لیے قابل قبول ہو تو اسے مسلم جاسوس کہا جائے گا۔

علماء وفقہاء نے بعض نادر صورتوں کے پیش نظر 'مسلم جاسوس' کے عنوان سے اپنی کتابوں اور رسالوں میں مباحث قائم کی ہیں اگرچہ سب اس عنوان اور اس کے احکام پر متفق نہیں ہیں۔ اور ایسا کوئی اجماع بھی نہیں ہے کہ ایک شخص مسلمانوں کی جاسوسی کرے اور اسلام پر باقی بھی رہے۔ امام ابن وھب اکابرین میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسلم جاسوس کا عنوان قائم کیا اور اس کی توبہ کی قبولیت اور ارتداد سے محفوظ رہنے کا فتویٰ دیا۔

معاصر علماء نے جاسوسی کی تمام وہ اشکالات جن میں مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہو ارتداد میں شمار کیا ہے۔ اور حضرت حاطب کے سوا کسی کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔ شیخ سعید بن وھب القحطانی کہتے ہیں:

میں نے علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ بہت اہم حدیث ہے اور اس میں دو مسئلے ہیں۔۔۔ ان میں سے دوسرا یہ ہے کہ جس تجسس میں مسلمانوں کی کوئی مصلحت نہ ہو بلکہ ان ضرر پوشیدہ ہو وہ حرام ہے۔ اور مسلمانوں کو

---

[51]۔ ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، جلد 28، ص 311

نقصان پہنچانے والی جاسوسی قتل کا موجب ہے۔ مگر حضرت حاطب کے معاملہ میں شبہ ہے۔ اس وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے ان کے عذر کو دو وجوہات کی بنیاد پر قبول فرمایا۔ ایک یہ کہ ان پر یہ معاملہ مشتبہ تھا اور دوسرا یہ کہ وہ اہل بدر میں سے تھے۔ پس اگر کوئی اور مسلمان ایسا کرے گا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ کیوں کہ یہ حضرت حاطب کے علاوہ ارتداد میں شمار کیا جائے گا۔([52])

ایسے شخص کے معاملے میں جو بظاہر زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے سب سے زیادہ صحیح وہی حکم ہے جو امام مالک اور ائمہ حنابلہ میں سے ابن عقیل نے بیان کیا ہے۔ اور امام ابن قیم نے اسے اختیار کیا ہے۔ کہ ایسے مسلمان جاسوس کی سزا تعزیری طور پر قتل ہو سکتی ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر نے حضور ﷺ کی موجودگی میں حضرت حاطب کا قتل حلال جانتے ہوئے قتل کی اجازت طلب کی تھی اور ان سے متعلق کفر و نفاق جیسے کلمات بیان کیئے تھے۔ اس واقعہ سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

پہلا معاملہ:

حضرت عمر نے جس وقت حضرت حاطب کو قتل کرنے کی اجازت چاہی اس وقت حضرت حاطب کو توبہ کا نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ایسا کہنے اور کرنے سے منع فرمایا۔

حضرت حاطب کے واقعہ سے اخذ کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے: " منافق کو توبہ کا کہے بغیر قتل کرنا مشروع ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کی اجازت پر منافق کی گردن اتارنے کے خیال کا انکار نہیں فرمایا نہ ان کو منع فرمایا۔ "([53])

دوسرا معاملہ:

گویا حضرت عمر کا یہ اعتقاد تھا کہ منافق کو اس کے نفاق کی بنیاد پر قتل کرنا جائز ہے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس علّت کا اقرار فرمایا۔ اور صرف اس بنیاد پر قتل سے منع فرما دیا کہ حضرت حاطب بدری صحابی ہیں۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو ان کے بعد کسی عام مسلمان میں نہیں پائی جاسکتی۔ حضور ﷺ نے حضرت حاطب کو جن موانع کی بنیاد پر چھوڑ دیا جب وہ موانع موجود نہیں ہوں گے تو جاسوسی کرنے والا واجب القتل ہو گا۔ اگر محض مسلمان ہونا قتل میں مانع ہوتا تو رسول اکرم ﷺ حضرت عمر کو فرماتے کہ وہ کس طرح ایک مسلمان قتل کر سکتے ہیں؟

---

[52]۔ القحطانی، سعید بن علی بن وھب، فقہ الدعوۃ فی صحیح الامام البخاری، (الرئاسۃ العامۃ لادارت البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد (مع الحواشی)، طبعۃ اولیٰ، 1421ھ)، جلد 3، ص 24

[53]۔ ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، جلد 1، ص 358

قاضی عیاض مالکیؒ فرماتے ہیں:

حضرت عمر کا حضرت حاطب کے قتل کی اجازت طلب کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان جاسوس کا قتل جائز ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو ایسا کہنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کا عذر یہ بیان کیا کہ وہ اہل بدر سے ہیں اور اللہ نے اہل بدر کو معاف فرمار کھا ہے۔ اس واقعہ میں اس آدمی کے لیے دلیل موجود ہے جو مسلم جاسوس کے قتل کو حد نہیں سمجھتا۔ امام مالکؒ کو قول یہ ہے کہ حکمران وقت اس کو قتل نہ کرنے کا اجتہاد کر سکتا ہے۔"([54])

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں: "حضور ﷺ کا ارشاد کہ 'حضرت حاطب بدر میں شریک ہوئے' ظاہر کرتا ہے کہ حضرت حاطب کے قتل کو ترک کرنے کی یہی وجہ تھی۔ اگر یہ وجہ نہ ہوتی تو وہ قتل کے مستحق ہوتے۔ پس اس واقعہ میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو جاسوس کا قتل جائز سمجھتا ہے اگرچہ وہ مسلمان ہو۔"([55])

امام سہیلیؒ فرماتے ہیں: "اس حدیث میں جاسوس کے قتل کی دلیل ہے۔ اور حضرت حاطب کے قتل کو بدر میں شرکت کے سبب چھوڑا گیا۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو حضرت حاطب جیسا کام کرے گا اگر وہ بدری نہیں ہو گا تو قتل کر دیا جائے گا۔"([56])

مسلم جاسوس کے قتل کے عدم جواز کے قائلین رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث (("لایحل دم امرئ مسلم یشھد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ الا باحدی ثلاث، النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق لدینہ التارک للجماعۃ)) " (متفق علیہ)

سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کا یہ استدلال اس وقت غیر مؤثر ہو جاتا ہے جب ان تین قسم کے حالات سے ہٹ کر دیگر حالات در پیش ہوتے ہیں جن ان کے فاعل کا شرعی طور پر قتل جائز ہو جاتا ہے جیسا کہ محاربت اور عمل قوم لوط وغیرہ۔

امام ابن رجب حنبلی نے بہت سی ایسی صورتیں بیان کی ہیں جن میں مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ بھی مسلمان کے قتل کا جواز موجود ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

ان میں ایک مسلمان جاسوس کا قتل ہے جب وہ مسلمانوں کے خلاف کفار کے لیے جاسوسی کرتا ہے۔ اس کے قتل کے حکم میں امام احمد نے توقف فرمایا ہے۔ بعض ائمہ مالکیہ، ابن عقیل اور بعض ہمارے (حنابلہ) نے اس کا قتل جائز قرار دیا ہے۔

---

[54]۔ قاضی عیاض، اکمال المعلم بفوائد المسلم، جلد 7، ص 537

[55]۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الاوطار، (تحقیق: عصام الدین الصبابطی، دار الحدیث مصر، طبعۃ اولیٰ 1413ھ)، جلد 8، ص 12

[56]۔ سہیلی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، الروض الانف، http://www.al-islam.com، جلد 4 ص 150

بعض مالکیہ نے اس کے تکرار فعل پر اس کا قتل جائز قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے حضرت حاطب کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا بدری ہونے کے باعث حضرت عمر کو حضرت حاطب کے قتل سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ حضرت حاطب کا عمل قتل کا مستحق نہیں۔ حضرت حاطب کے قتل کا مانع ان کا بدری ہونا اور اللہ کا اصحاب بدر سے مغفرت کا وعدہ ہے جو کہ ان کے بعد کسی میں نہیں پایا جاتا۔"([57])

امام ابن العربی نے فرمایا: "مسلمان کے قتل کی دس سے زائد صورتیں آئی ہیں۔ ان میں سے کچھ فقہاء کے ہاں متفق ہیں اور کچھ مختلف فیہ ہیں۔ جن میں سے بعض کا اس حدیث سے تعلق نہیں۔"([58])

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے جاسوس جن سے ایسی جاسوسی کا ارتکاب ہوتا ہے جن میں واضح طور پر کفار کی مدد و معاونت کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ مبہم اور مشتبہ و مشکوک آثار نظر آتے ہیں تو ان کی سزا تعزیری ہو گی۔

جس کا تعیّن ان کے جُرم کی مناسبت سے کیا جائے گا کہ انہیں قید کیا جائے، کوڑے مارے جائیں یا قتل کیا جائے۔ ایسے جاسوسوں کو غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کے تحت آزاد و معاف بھی جا سکتا ہے۔

امام طبریؒ فرماتے ہیں:

حضرت حاطب کے واقعہ میں کچھ باتیں سمجھنے کی ہیں۔ جب کوئی عام مسلمان کفار کو ایسا خط لکھتا ہے جس میں وہ کفار کو مسلمانوں کے بعض خفیہ حالات و عزائم سے ڈراتا دھمکاتا ہے مگر واضح طور پر اسلام اور مسلمانوں سے متعلق کوئی بات افشا نہیں کرتا تو یہ اس کی غفلت و نادانی شمار کی جائے گی۔ اس لیے اس کو معاف بھی کیا جا سکتا ہے

عصرِ حاضر میں مسلم جاسوس کے احکام

عصرِ حاضر میں جاسوسی کا تصور جدید ریاستوں کی سیاسی، معاشی اور دفاعی حکمت عملی کا ایک اہم جزو بن چکا ہے۔ جدید ریاستوں میں جاسوسی کو قومی سلامتی، خارجہ پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات کے تناظر میں ایک ناگزیر ضرورت سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ دور میں جاسوسی کے کئی پہلو سامنے آ چکے ہیں، جن میں فوجی جاسوسی (Military Espionage)، سیاسی جاسوسی (Political Espionage)، اقتصادی جاسوسی (Economic Espionage) اور سائبر جاسوسی (Cyber Espionage) نمایاں ہیں۔ جدید ریاستیں اپنی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے خفیہ ایجنسیوں کا نظام قائم کرتی ہیں، جن کے ذریعے دشمن ریاستوں، مسلح گروہوں اور دہشت گرد تنظیموں کے خلاف خفیہ کارروائیاں کی جاتی ہیں۔

---

[57]۔ ابن رجب حنبلی، عبد الرحمٰن بن احمد، جامع العلوم والحکم، (دار المعرفۃ-بیروت، طبعہ اولیٰ 1408ھ)، ص 129

[58]۔ ابن العربی، محمد بن عبد اللہ ابو بکر، المالکی، احکام القرآن، (تخریج و تعلیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبعہ ثالثۃ 1424ھ)، جلد 2 ص 88

امریکہ میں **CIA**، برطانیہ میں **MI6**، اسرائیل میں **Mossad** اور پاکستان میں **ISI** جیسی ایجنسیاں قومی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے عالمی سطح پر سرگرم عمل ہیں۔ عصرِ حاضر میں جاسوسی کے جدید ذرائع میں سیٹلائٹ، انٹرنیٹ، موبائل کمیونیکیشن اور ڈیٹا ہیکنگ جیسے طریقے استعمال کیے جارہے ہیں، جن کے ذریعے دشمن ریاستوں کی نقل و حرکت، فوجی منصوبوں اور خفیہ دستاویزات تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ جدید ریاستیں دفاعی اور حملہ آور جاسوسی (Offensive and Defensive Espionage) کو اپنی قومی پالیسی کا حصہ بنارہی ہیں تاکہ نہ صرف اپنی ریاست کو محفوظ رکھا جائے بلکہ دشمن کی کمزوریوں کو بھی استعمال کیا جاسکے۔ عصرِ حاضر میں جاسوسی کی نوعیت بدل چکی ہے اور اب یہ جنگ کے میدان کے بجائے انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل نیٹ ورکس کے ذریعے کی جارہی ہے، جو ریاستوں کے لیے نئے چیلنجز کا سبب ہے۔

(ب) بین الاقوامی قوانین اور اسلامی تعلیمات میں تطبیق

بین الاقوامی قوانین میں جاسوسی کے عمل کو قانونی اور غیر قانونی دونوں زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر کے تحت کسی بھی ملک کی خودمختاری اور سلامتی کو نقصان پہنچانے کے لیے جاسوسی کو غیر قانونی تصور کیا گیا ہے، لیکن دفاعی ضروریات کے تحت خفیہ معلومات کے حصول کے لیے جاسوسی کو بین الاقوامی سطح پر مکمل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ جنگی حالات میں جاسوسی کو قانونی تحفظ حاصل ہے، لیکن اگر کوئی ریاست دوسرے ملک کی سلامتی اور خودمختاری کو نقصان پہنچانے کے لیے جاسوسی کرے تو اسے جارحیت (Aggression) تصور کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جاسوسی کے حوالے سے ایک متوازن نقطۂ نظر اپنایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کی جاسوسی سے روکا گیا ہے": اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہو (جاسوسی نہ کرو۔ لیکن جنگی حالات اور قومی دفاع کے تناظر میں اسلامی فقہاء نے جاسوسی کو ایک دفاعی عمل کے طور پر جائز قرار دیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں دشمن کی نقل و حرکت اور فوجی منصوبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ کو بھیجا، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ دفاعی حکمت عملی کے طور پر جاسوسی کو اسلامی تعلیمات میں ایک اہم حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی قانون میں جاسوسی کے حوالے سے اس اصول کو تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر کوئی ریاست اپنے دفاع اور سلامتی کے لیے جاسوسی کرتی ہے تو یہ جائز ہوگا، لیکن کسی دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے دھوکہ دینا یا سازش کرنا اسلامی اصولوں کے منافی ہوگا۔ بین الاقوامی قوانین اور اسلامی تعلیمات میں تطبیق کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی سطح پر دفاعی حکمت عملی کو اسلامی اصولوں کے مطابق مرتب کیا جائے اور دشمن کی جارحیت کے خلاف اسلامی اصولوں کے تحت جاسوسی کو ایک جائز عمل کے طور پر اختیار کیا جائے۔

(ج) جدید دور کے جاسوسی معاملات اور اسلامی احکام

جدید دور میں جاسوسی کے معاملات نے ایک پیچیدہ شکل اختیار کر لی ہے۔ روایتی جنگوں کے بجائے جدید ریاستیں ایک دوسرے کے خلاف سائبر حملے(Cyber Attacks) ،اقتصادی جاسوسی اور سیاسی مداخلت جیسے طریقے استعمال کر رہی ہیں۔ جدید سائبر جاسوسی کے تحت دشمن ریاستوں کے خفیہ ڈیٹا، قومی رازوں اور دفاعی منصوبوں تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے دشمن ریاستوں میں عدم استحکام پیدا کرنے کی کوششیں بھی جاسوسی کا ایک نیا طریقہ بن چکی ہیں۔ اسلامی احکام کی روشنی میں اگر کوئی مسلم ریاست اپنے دفاع کے لیے دشمن کی خفیہ منصوبہ بندی اور نقل و حرکت کے بارے میں معلومات حاصل کرتی ہے تو یہ عمل جائز ہو گا۔ فقہاء کے مطابق اگر جاسوسی کا مقصد قومی سلامتی اور عوام کے تحفظ کو یقینی بنانا ہو تو یہ اسلامی اصولوں کے مطابق جائز ہو گا۔ لیکن اگر جاسوسی کا مقصد کسی دوسرے ملک کو نقصان پہنچانا، دھوکہ دینا یا معاہدے کی خلاف ورزی کرنا ہو تو یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہو گا۔ حضرت محمد ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے صحابہ کرامؓ کو مقرر کیا تھا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ دفاعی ضروریات کے تحت جاسوسی اسلامی اصولوں کے مطابق جائز ہے۔ جدید دور میں اگر کوئی مسلمان دشمن ریاست کے لیے جاسوسی کرے تو فقہاء نے اسے غداری اور ارتداد کے زمرے میں شامل کیا ہے اور اس کے لیے سخت سزا تجویز کی ہے۔ تاہم، اگر جاسوسی کا عمل ریاست کی دفاعی حکمت عملی کے طور پر ہو تو اسلامی فقہاء نے اسے ایک جائز اور دفاعی ضرورت کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ اسلامی قانون میں جدید جاسوسی کے عمل کو دفاع اور جارحیت کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے اور اس حوالے سے فقہاء نے اجتہادی اصول مرتب کیے ہیں تاکہ جدید ریاستی نظام کے تحت جاسوسی کے اسلامی احکام کو عملی شکل دی جا سکے۔

نتیجہ

مجموعی طور پر اسلامی قانون میں جاسوسی کا تصور ایک پیچیدہ اور نازک مسئلہ ہے، جس کے مختلف پہلوؤں پر فقہاء کی متنوع آراء اور اجتہادی نظریات موجود ہیں۔ اسلام نے عمومی طور پر مسلمانوں کو ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے سے منع کیا ہے، لیکن ریاستی دفاع، قومی سلامتی اور دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے جاسوسی کو ایک ناگزیر عمل کے طور پر قبول کیا گیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت محمد ﷺ کے دور سے لے کر خلفائے راشدین کے ادوار تک دشمن کی خفیہ منصوبہ بندی اور جنگی حکمت عملیوں کو ناکام بنانے کے لیے جاسوسی کا عمل رائج رہا ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ دفاعی مقاصد کے تحت جاسوسی کو ایک جائز عمل تصور کیا گیا ہے۔ فقہاء نے اس مسئلے پر مختلف پہلوؤں سے غور کیا ہے اور بعض نے دفاعی جاسوسی کو جائز جبکہ غداری یا دشمن کی مدد کے لیے جاسوسی کو ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔ جدید دور میں جاسوسی کے طریقے اور ذرائع بالکل مختلف ہو چکے ہیں، جن میں سائبر جاسوسی، اقتصادی جاسوسی اور سیاسی مداخلت جیسے

عوامل شامل ہو چکے ہیں۔ موجودہ عالمی حالات میں ہر ریاست نے اپنی قومی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے خفیہ ایجنسیوں اور جدید ٹیکنالوجی کا سہارا لیا ہے تاکہ دشمن کی سازشوں اور خطرات کا بروقت تدارک کیا جا سکے۔ اسلامی تعلیمات میں جاسوسی کو دفاعی اور غیر دفاعی دونوں پہلوؤں سے دیکھا گیا ہے، جہاں دفاعی مقاصد کے تحت جاسوسی کو جائز جبکہ دشمن کی مدد اور معاہدے کی خلاف ورزی پر مبنی جاسوسی کو غیر اسلامی قرار دیا گیا ہے۔ فقہاء کے درمیان مسلم جاسوس کی سزا کے حوالے سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے، جہاں بعض نے قتل کی سزا تجویز کی ہے جبکہ بعض نے اسے حکمران کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ جدید بین الاقوامی قوانین میں بھی جاسوسی کو قانونی اور غیر قانونی دونوں حیثیتوں میں دیکھا جاتا ہے، جہاں قومی سلامتی کے لیے جاسوسی کو بعض حالات میں قانونی تحفظ دیا جاتا ہے۔ اسلامی قانون میں جدید دور کے جاسوسی کے معاملات کو اجتہاد کی روشنی میں طے کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی اصولوں اور جدید ریاستی نظام کے تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی قائم ہو سکے۔ فقہاء کے مختلف نظریات اور تاریخی نظائر کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں ریاست کے دفاع، قومی سلامتی اور امت مسلمہ کے تحفظ کے لیے جاسوسی کو ایک جائز عمل تسلیم کیا گیا ہے، بشرطیکہ یہ عمل دھوکہ دہی، معاہدے کی خلاف ورزی یا مسلم امہ کو نقصان پہنچانے کے لیے نہ ہو۔ لہٰذا، جدید ریاستوں میں اسلامی اصولوں کی روشنی میں جاسوسی کے حوالے سے ایک مربوط اور جامع حکمت عملی ترتیب دینے کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی ریاستیں اپنی قومی سلامتی اور دفاع کو یقینی بنا سکیں اور دشمن کی سازشوں کو ناکام بنایا جا سکے۔

SCRR